آیاتہا ۳۱ ﴿ سورۃ الدھر مدنیۃ ۷۶ ﴾ رکوعاتہا ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـئًا مَّذۡكُوۡرًا ۝١ اِنَّا
خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ۝٢ اِنَّا
هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ۝٣ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ
سَلٰسِلَا۟ وَاَغۡلٰلًا وَّسَعِيۡرًا ۝٤ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ يَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ كَاۡسٍ كَانَ
مِزَاجُهَا كَافُوۡرًا ۝٥ عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِيۡرًا ۝٦
يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا ۝٧

"بیشک گزرا ہے انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت جبکہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ بلا شبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے تاکہ ہم اس کو آزمائیں پس (اس غرض سے) ہم نے بنا دیا ہے اسکو سننے والا، دیکھنے والا۔ ہم نے اسے دکھایا ہے (اپنا) راستہ اب چاہے شکر گزار بنے چاہے احسان فراموش۔ بیشک ہم نے بالکل تیار کر رکھی ہے کفار کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ۔ بیشک نیک لوگ پئیں گے (شراب کے) ایسے جام جن میں آب کافور کی آمیزش ہوگی۔ (کافور) ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (وہ) خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کر لے جائیں گے۔ جو پوری کرتے ہیں اپنی منتیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر سو پھیلا ہوگا"۔

امام نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الانسان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۃ هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الۡاِنۡسَانِ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حبشہ کا رہنے والا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تو پوچھ اور سوال کر۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ تمہیں رنگ، شکل اور نبوت میں ہم پر فضیلت دی گئی ہے، آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اس (اللہ) کے ساتھ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

...ن لایا ایمان لے آؤں اور میں بھی اس طرح عمل کروں جیسے آپ کرتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گا؟ تو آپ ... صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک جنت میں سیاہ آدمی ... کی سفیدی ہزار سال کی مسافت سے دکھائی دے گی۔ پھر ارشاد فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس ... کے لیے عہد (کی پاسداری) ہے۔ اور جس نے کہا: سبحان اللہ وبحمدہ اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ ... اور پھر آپ پر یہ سورت نازل ہوئی: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ۝ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا ۝ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ۝ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ۝ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا۠ ۝ قَوَارِیْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ۝ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ۝ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ۝ وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ۝ تو حبشی نے عرض کی: کیا جنت میں میری آنکھیں اسے دیکھ سکیں گی جیسے آپ کی آنکھیں دیکھیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پس وہ بیمار ہوا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دست مبارک سے اسے قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا ہے۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت محمد بن مطرف رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھے ایک ثقہ آدمی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک سیاہ رنگ والا آدمی تسبیح وتہلیل کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہا تھا۔ تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ٹھہر جاؤ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثیر سوالات کر دیئے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا: اے عمر! رک جا۔ تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ یہاں تک کہ جب آپ جنت کے ذکر پر پہنچے تو اس سیاہ رنگ والے آدمی نے ایک لمبی سانس نکالی اور اس کے ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جنت کے شوق میں مر گیا۔

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت پڑھی هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سورت نازل ہوئی، اس وقت آپ کے پاس ایک سیاہ رنگ والا آدمی موجود تھا۔ پس جب جنت کی صفات پر پہنچے تو اس نے ایک طویل سانس لی اور ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔ تو رسول اللہ

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 436 (13595)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے شوق نے تمہارے ساتھی کی جان نکال لی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ آخر تک پڑھی۔ پھر ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان چر چرایا اور اس کے لیے لازم ہے کہ وہ چر چرائے۔ اس میں چار انگلیوں کی مقدار بھی ایسی جگہ نہیں مگر وہاں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی پیشانی سجدے میں رکھے ہوئے ہے۔ قسم بخدا! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ اور نہ ہی تم بستر پر اپنی عورتوں سے لطف اندوز ہوتے۔ اور یقیناً تم پہاڑوں کی جانب پناہ لینے کے لیے نکل جاتے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا کہ ہر انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت آیا ہے جب کہ یہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا۔ فرمایا انسان کو یہاں نیا پیدا کیا گیا۔ اور اس انسان کے سوا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے مخلوق کے بارے معلوم نہیں جس کی تخلیق اس کے بعد ہو۔

امام ابن مبارک، ابوعبید نے فضائل میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو مذکورہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش یہ مکمل ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے کسی آدمی کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ...... الآیہ" تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کاش! یہ مکمل ہوتی۔ پھر آپ کو اس قول کے بارے میں عتاب کیا گیا۔ تو آپ نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور فرمایا: اے کاش! میں اس کی مثل ہوتا۔ (2)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مخلوق میں سے سب سے آخر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْاِنْسَانِ سے مراد ہر انسان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: بے شک زمانے میں سے ایک ایسا وقت تھا جس کا ادراک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا۝ قسم بخدا! وہ نہیں جانتا کہ اس پر کتنا وقت گزرا یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہی مذکورہ آیت

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 554 (3883)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 107 (34556)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 373 (3420)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پڑھی اور فرمایا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! تو نے ہی انسان کو سمیع وبصیر بنایا اور اسے زندگی اور موت عطا فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب ہم تمہارے پاس کوئی حدیث لائیں گے تو ساتھ ہی اس کی تصدیق کتاب اللہ سے بھی لائیں گے۔ بے شک رحم میں چالیس دن تک نطفہ قرار پذیر رہتا ہے۔ پھر وہ چالیس دن تک علقہ (جما ہوا خون) کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر وہ چالیس دن تک مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) کی حالت میں رہتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم ارشاد فرماتا ہے۔ تو لکھ تو وہ عرض کرتا ہے: میں کیا لکھوں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا شقی ہونا یا سعید ہونا اور اس کا مذکر ہونا یا مؤنث ہونا لکھ دے۔ اس کا رزق کیا ہوگا اس کی مدت عمر کتنی ہوگی اور اس کی موت کب آئے گی۔ پس اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ وحی فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: **اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ** پھر آپ نے فرمایا **اَمْشَاجٍ** سے مراد اس کی رگیں ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ **اَمْشَاجٍ** سے مراد رگیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ** کا معنی ہے مرد اور عورت کے پانی کا باہم ملنا اور مخلوط ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مرد اور عورت کے پانی کا نکلنا اور ایک دوسرے کے ساتھ اس کا ملنا اور خلط ملط ہونا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے کہا مجھے **مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ** کا معنی بتائیے تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد مرد اور عورت کے پانی کا ملنا ہے جب کہ وہ رحم میں واقع ہو۔ تو نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی عربوں میں معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابوذؤیب کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

كَاَنَّ الرِّيْشَ وَالْفُوْقَيْنِ مِنْهُ ۔۔۔ خِلَالَ النَّصْلِ خَالَطَهٗ مَشِيْجُ

''گویا کہ تیر اور اس کے دونوں کنارے اور نیزے کا سوراخ سب (خون سے) لت پت ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کا پانی عورت کے پانی کے ساتھ ملا تو وہ باعث خلقت ہوگیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مرد اور عورت کا پانی ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوجائے تو وہی **اَمْشَاجٍ** ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب پانی اور خون مل جائیں تو وہ **اَمْشَاجٍ** ہے۔ پھر علقہ اور پھر مضغہ بنتا ہے۔ (1)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 373 (3421)، دارالکتب العلمیہ بیروت

عبد بن حمید اور ابن منذر نے اس آیت کے ضمن میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اسے نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے جسے خون کے ساتھ ملایا گیا۔ اور وہ خون خون حیض ہے۔ جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو حیض ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کا معنی ہے مختلف رنگوں والا (نطفہ)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مرد کے نطفہ کا رنگ سفید اور سرخ اور عورت کے نطفہ کا رنگ سبز اور سرخ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَمْشَاجٍ وہ ہے جو پیشاب کے فوراً بعد خارج ہوتا ہے۔ جیسا کہ کمان کی تانت کا شا وغیرہ اور اسی سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ اَمْشَاجٍ سے مراد وہ رگیں ہیں جو نطفہ میں ہوتی ہیں۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مخلوق کے رنگ ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ بے شک ہم نے انسان کو مختلف مراحل میں پیدا فرمایا۔ ایک مرحلہ میں یہ نطفہ تھا، ایک میں علقہ، ایک میں مضغہ اور ایک مرحلہ میں عظما (ہڈیاں) تھا۔ ”ثُمَّ كَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا“ پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ جب گوشت چڑھایا جاتا ہے تو وہ زیادہ قوت والا ہو جاتا ہے۔ ”ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ“ فرمایا اس کے لیے بال اگائے۔ ”تَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ“ پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان چیزوں سے باخبر کیا جو اس نے اس کے لیے پیدا فرمائیں۔ اور جو کچھ اس کے مابین تھا اس سے بھی باخبر کیا کہ وہ اسے اس کے ذریعہ آزمائے گا۔ تاکہ وہ جان لے کہ کس طرح اس نے اس کا شکر ادا کیا اور اس کے حق کی کس طرح معرفت حاصل کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے وہ سب کچھ بیان فرما دیا جو اس نے اس کے لیے حلال قرار دیا اور جو اس پر حرام قرار دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا (الدھر: 3) بے شک ہم نے دکھایا ہے اسے اپنا راستہ اب چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار بنے وَّ اِمَّا كَفُوْرًا (الدھر: 3) اور چاہے تو ان کی ناشکری کرے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَمْشَاجٍ کا مفہوم یہ ہے کہ ہڈیاں، پٹھے اور رگیں مرد سے ہوتی ہیں اور گوشت، خون اور بال عورت سے ہوتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ناخن، ہڈی اور پٹھے مرد سے اور گوشت اور بال عورت (کے پانی) سے بنتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ السَّبِيْلَ سے مراد ہدایت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ السَّبِيْلَ سے مراد

شقاوت اور سعادت ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ السَّبِیْلَ سے مراد خیر اور شر ہے۔

امام احمد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچے کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے بارے اپنی زبان کھول لیتا ہے۔ اور جب وہ اس کے بارے اپنی زبان کھولتا ہے تو چاہے وہ شکر گزار بنے اور چاہے تو کفران نعمت کرے (2)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا۝ کا معنی ہے کہ وہ ایسی شراب کا جام پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا۝ کہ کافور ایک چشمہ ہے جس سے (وہ) اللہ کے خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کر لے جائیں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: یہ وہ قوم ہے جن کے لیے کافور ملایا جائے گا اور ان کے لیے کستوری کی مہر لگائی جائے گی۔ اور عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا۝ کے تحت فرمایا: کہ ان کا پانی انتہائی مفید اور نفع بخش ہوگا وہ اسے جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کَانَ مِزَاجُهَا کا مفہوم ہے اس کا ذائقہ (کافور کی طرح ہوگا) یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا۝ فرمایا وہ نہریں ہیں جنہیں وہ جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ کی قرأت میں اس طرح ہے "کَاْسًا صُفْرًا کَانَ مِزَاجُهَا"۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں ابن شوذب سے یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے پاس سونے کی چھڑیاں ہوں گی وہ ان کے ساتھ اسے بہائیں گے تو وہ ان کی چھڑیوں کے پیچھے پیچھے چلتا جائے گا۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت، نماز، زکوٰۃ، حج، عمرہ اور ہر وہ عمل جو ان پر فرض ہے کو پوری طرح ادا کرتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ابرار رکھا ہے۔ اور فرمایا: یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا۝ فرمایا اس دن کا شر اللہ تعالیٰ (کی اجازت سے) پھیل جائے گا یہاں تک آسمانوں اور زمین کو بھر دے گا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے نذر مانیں تو وہ ایسی منتوں کو پورا کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ نذر جو شکر کے لیے ہو اسے وہ پورا کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 245، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 353، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 47-246 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 48-247

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشغول ہو گئے (اور اس سے اعراض کرلیا) تو وہ آدمی چلا گیا اور تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے ہیں جو منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کا شر ہر سو پھیلا ہوگا۔ تو سو اونٹیاں قربان کردے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر سے قیدی لائے تو مہاجرین میں سے سات افراد نے مشرکین بدر کے قیدیوں پر اخراجات کیے۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت سعد اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم تھے۔ تو انصار نے کہا: ہم نے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لیے قتل کیا ہے اور تم انہیں نفقہ اور خرچہ دے رہے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں انیس آیتیں نازل فرمائیں۔ یعنی اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ۝۶ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۝۷ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝۱۰ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝۱۱ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ۝۱۳ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ۝۱۴ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا ۝۱۵ قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ۝۱۶ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ۝۱۷ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ۝۱۸۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُسْتَطِیْرًا کا معنی ہے پھیلنے والا۔

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝۱۰ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝۱۱ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ۝۱۳ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ۝۱۴ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب من نذر لینحر نفسہ، جلد 8، صفحہ 402 (16194)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَاۡ ۱۵ قَوَارِيْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۱۶
وَ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۱۷ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى
سَلْسَبِيْلًا ۱۸ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ
لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۱۹ وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا ۲۰
عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّ حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَ
سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۲۱ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ
سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۲۲ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۲۳

''اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لیے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس دن کے لیے جو بڑا ترش (اور) سخت ہے۔ پس بچالے گا انہیں اللہ تعالیٰ اس دن کے شر سے۔ اور بخش دے گا انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور۔ اور مرحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس۔ وہاں پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ نظر آئے گی انہیں وہاں سورج کی تپش اور نہ ٹھرن۔ اور قریب ہوں گے ان سے اس کے درختوں کے سائے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ اور گردش میں ہوں گے ان کے سامنے چاند کے ظروف اور شیشہ کے چمک دار گلاس۔ (اور) شیشے بھی وہ جو چاندی کی قسم کے ہوں گے، ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ سے بھرا ہوگا۔ اور انہیں پلائے جائیں گے وہاں (ایسی شراب کے) جام جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔ (یہ زنجبیل) جنت میں ایک چشمہ ہے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اور چکر لگاتے رہیں گے ان کی خدمت میں ایسے بچے جو ایک ہی حالت پر رہیں گے۔ جب تو انہیں دیکھے تو یوں سمجھے گویا یہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔ اور جدھر بھی تم وہاں دیکھو گے تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں اور وسیع مملکت نظر آئے گی۔ ان کے اوپر لباس ہوگا باریک سبز ریشم کا (بنا ہوا) اور اطلس کا اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور پلائے گا انہیں ان کا پروردگار نہایت پاکیزہ شراب۔ (انہیں کہا جائے گا) یہ تمہارا صلہ ہے اور (مبارک ہو) تمہاری کوششیں مقبول ہوئیں۔ ہم نے ہی (اے حبیب!) آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے کلام نازل کیا''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ اور جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں حالانکہ وہ خود اس کی

چاہت رکھتے ہیں۔ وَّ اَسِیْرًا۝ فرمایا اس سے مراد قیدی ہے۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ الآیہ۔ فرمایا: یہ جملہ قوم نے انہیں کھانا کھلاتے وقت نہیں کہا۔ بلکہ ان کے دلوں کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اور اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی۔ تاکہ اس میں رغبت رکھنے والا مزید رغبت رکھے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت قیدی مشرکین تھے۔ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا۝۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے بارے حکم ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اس وقت وہ مشرکین تھے۔ قسم بخدا! تیرے مسلمان بھائی کی حرمت اور اس کا حق تجھ پر اس سے کہیں زیادہ ہے۔

امام ابوعبید نے غریب الحدیث میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں اَسِيْرًا۝ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں مشرکین کے سوا کوئی قیدی نہ تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کو قید نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ آیت مشرک قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ انہیں فدیہ کے لیے قید کر لیتے تھے، تو انہیں کے بارے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَسِيْرًا۝ سے مراد مشرک قیدی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عربوں نے ہند اور دوسرے علاقوں سے قیدی نہیں بنائے اور جب وہ روک لیے جائیں، قید کر لیے جائیں تو تم پر لازم ہے کہ تم انہیں کھانا کھلاؤ اور خوب سیراب کراؤ۔ یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا فدیہ ادا کر دیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو رزین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا تو ان کے پاس سے مشرک قیدی گزرے۔ تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان پر صدقہ کروں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا۝۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عطاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کے مطابق فرمایا: چاہے وہ قیدی اہل قبلہ میں سے ہوں یا ان کے علاوہ (مشرکین ہوں)۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 50-249، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی رد السلام، جلد 6، صفحہ 526 (9157)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3426)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ارشاد ربانی کی اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَّمِسْكِيْنًا، فرمایا: مراد فقیر ہے۔ وَّيَتِيْمًا، فرمایا: جس کا کوئی باپ نہ ہو۔ وَّ أَسِيْرًا فرمایا: مراد مملوک (غلام) اور قیدی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہما کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ام الاسود سریۃ الربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ربیع شکر پسند کرتے تھے اور اسے کھاتے تھے اور جب سائل آیا تو آپ نے وہ اسے دے دی۔ تو میں نے کہا: وہ شکر کو کیا کرے گا، اس کے لیے روٹی بہتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا: بلاشبہ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَوْمًا عَبُوْسًا کا معنی ہے تنگ اور (سخت) دن اور قَمْطَرِيْرًا کا معنی ہے طویل اور لمبا (یعنی وہ دن جو انتہائی سخت اور طویل ہوگا)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ جو اپنی آنکھوں کے درمیان شکنیں بنالیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ قَمْطَرِيْرًا سے مراد ایسا آدمی ہے جو اپنی آنکھوں کے درمیان اور اپنے چہرے پر بل ڈال کر شکنیں بنالیتا ہے۔(1)

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے ان سے کہا: مجھے يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس کا مفہوم ہے درد کی شدت کے سبب جس کا چہرہ منقبض ہو۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَلَا يَوْمُ الْحِسَارِ وَكَانَ يَوْماً عَبُوْساً فِي الشَّدَائِدِ قَمْطَرِيْرَا

''وہ دن حسرت کا دن نہ تھا۔ وہ دن ترش رو اور سختیوں میں حد درجہ سخت تھا''۔

پھر نافع نے کہا: مجھے ارشاد ربانی وَّلَا زَمْهَرِيْرًا کے بارے بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جنت کو نہ تو سورج کی گرمی پہنچے گی کہ وہ ان کے لیے باعث اذیت ہو اور نہ ہی انہیں کوئی ٹھنڈک لگے گی۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے اعشی کو نہیں سنا: وہ کہتا ہے:

بُرْهُوْهَةُ الْخَلْقِ مِثْلُ الْعَتِيْقِ لَمْ تَرَ شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا

''مخلوق کا تھوڑا سا وقت عتیق (انتہائی عمدہ) کی مثل ہے کہ نہ اسے گرمی کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی سردی کا''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ دن جس کی شدت کے سبب اس میں زندگی تنگ ہو جائے گی۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 251، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3427)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یَوْمًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور عَبُوْسًا سے مراد جس کے دونوں ہونٹ خشک ہو جائیں۔ اور قَمْطَرِیْرًا﴿۱۰﴾ فرمایا: چہرے تنگی اور تکلیف کے سبب سکڑ جائیں گے۔ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم ہے: آنکھوں کی درمیانی جگہ اور چہرے کا سکڑ جانا یعنی چہرے اور پیشانی پر بل ڈال لینا۔ تیوری چڑھانا وغیرہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا﴿۱۱﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے چہروں میں تازگی اور رونق ہوگی اور ان کے سینوں میں خوشی اور سرور ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن مُنذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس طرح مفہوم بیان کیا ہے کہ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً اور اللہ تعالیٰ ان کے چہروں میں تازگی عطا فرمادے گا۔ وَّ سُرُوْرًا﴿۱۱﴾ فرمایا: اور ان کے سینوں اور دلوں میں سرور اور خوشی ڈال دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا﴿۱۱﴾ کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ انہیں ان کے چہروں میں تازگی اور ان کے دلوں میں سرور عطا فرمادے گا۔ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا﴿۱۲﴾ فرمایا: صبر دو قسم کا ہے۔ ایک صبر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے صبر (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہر مشکل اور تکلیف کا مقابلہ کرتے ہوئے ڈٹے رہنا اور اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے اجتناب کرنے میں ہر قسم کی لذت و شہوت کے مقابلے میں ڈٹ جانا) مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ فرمایا: ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ ایسے پلنگوں پر ہوں گے جو کہ دلہن کے لیے آراستہ کیے گئے کمرے میں بچھائے جاتے ہیں۔ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا﴿۱۳﴾ فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے کہ شدید گرمی اذیت ناک ہوتی ہے اور سخت سردی بھی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں ان دونوں کے اجتماعی عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جہنم نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت پیش کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر سال میں دو بار سانس نکالنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پس یہ گرمی کی شدت اسی گرمی کی سبب ہے اور سردی کی شدت بھی جہنم کی ٹھنڈک میں سے ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا﴿۱۳﴾ کے تحت فرمایا: کہ حضرت ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جہنم نے رب کریم کی بارگاہ میں شکایت کی اور عرض کی: اے میرے پروردگار! میرا بعض حصہ بعض کو کھائے جا رہا ہے۔ پس تو مجھے سانس نکالنے کی اجازت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر سال میں دو مرتبہ سانس نکالنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ایک سانس موسم سرما میں اور ایک سانس موسم گرما میں۔ پس سردی کی وہ شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی ٹھنڈک کے سبب ہے۔ اور گرمی کی وہ شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی گرمی میں سے ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم نے رب کریم کی بارگاہ میں شکایت کی اور عرض کی: اے میرے رب! میرا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3429)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو بار سانس نکالنے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس سردیوں کے موسم میں اور ایک سانس موسم گرما میں۔ پس سردی کی شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی ٹھنڈک میں سے ہے۔ اسی طرح موسم گرما میں گرمی کی جو شدت تم پاتے ہو وہ جہنم کی گرمی میں سے ہے۔ (1)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زَمْهَرِيْرًا سے مراد قطع کر دینے والی سردی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زَمْهَرِيْرًا ۝ سے مراد انتہائی شدید سردی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زَمْهَرِيْرًا ۝ عذاب کی ایک قسم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا (النباء: 24)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سخت گرم دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی سمع و بصر کو آسمان اور زمین میں بسنے والوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور جب کوئی بندہ یہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، آج کے دن کی گرمی کتنی شدید ہے، اے اللہ! مجھے جہنم کی گرمی سے پناہ عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ جہنم کو فرماتا ہے۔ میرے بندوں میں سے ایک بندے نے تیری گرمی سے میری پناہ طلب کی ہے۔ اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے پناہ عطا فرمادی ہے۔ اور جب سخت سرد دن ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی سمع و بصر کو زمین و آسمان کے باسیوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور جب کوئی بندہ یہ کہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آج کے دن کی سردی کتنی شدید ہے۔ اے اللہ! مجھے جہنم کی سردی سے پناہ عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ جہنم کو فرماتا ہے۔ بے شک میرے بندوں میں سے ایک بندے نے تیری سردی سے میری پناہ طلب کی ہے۔ اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے پناہ عطا فرمادی ہے۔ تو لوگوں نے عرض کی: جہنم کی ٹھنڈک کیا ہے؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ایک بیت (مکان) ہے جس میں کافر کو پھینکا جائے گا۔ تو وہاں کی سخت سردی کے سبب اس کے بعض (اعضاء) بعض سے جدا اور الگ ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جنت معتدل ہے نہ اس میں سخت سردی ہو گی اور نہ سخت گرمی۔ (2)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا اور ان پر جنت کے درختوں کے سائے قریب ہوں گے۔ وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝ فرمایا: بے شک اہل جنت جنت کے پھل اور میوے کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹے ہوئے اور جس حال پر وہ چاہیں گے کھا سکیں گے اور ایک روایت میں ہے ان کے لیے ان کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ پس وہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 612 (2592)، دار الحدیث قاہرہ

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 30 (33970)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ان سے تناول فرمائیں گے جس کیفیت میں چاہیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ۝ کے تحت کہا: کہ اگر اہل جنت بیٹھے ہوں گے تب بھی وہ پھلوں کو پالیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پھلوں کے گچھے ان کے قریب کر دیئے جائیں گے۔ وہ انہیں حاصل کر سکیں گے حالانکہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ ان کے قریب کر دیئے جائیں گے اور وہ انہیں حاصل کر سکیں گے۔ اگر اہل جنت میں سے کوئی کھڑا ہوا تو اس کی مقدار وہ گچھا بھی بلند ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی بیٹھا ہوا ہوگا تو وہ نیچے لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے پالے گا اور اگر کوئی لیٹا ہوا ہوگا تو وہ مزید نیچے لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچ جائے گا۔ اور ان کے جھکے ہونے سے مراد یہی ہے: وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ۝۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے غلمان کہیں گے ہم کہاں سے تیرے لیے توڑ کر لائیں؟ ہم کہاں سے تجھے سیراب کریں؟(2)

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنت کی زمین چاندی ہے، اس کی مٹی مشک (کستوری) ہے، اس کے درختوں کے تنے سونے اور چاندی کے ہیں اور ان کی شاخیں، موتیوں، زبرجد اور چاندی کی ہیں اور ان کے درمیان پھل ہے۔ پس جس کسی نے کھڑے ہو کر کھایا اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جس نے لیٹنے کی حالت میں کھایا اس کے لیے بھی باعث اذیت نہیں۔ اور جس نے بیٹھنے کی حالت میں کھایا اسکے لیے بھی کوئی دقت نہیں ہوگی ایک روایت میں الفاظ ہیں، اگر کوئی کھڑا ہو گیا تو یہ پھل بلند ہو جائے گا اور اگر کوئی بیٹھا ہوا ہوگا تو لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے پالے گا اور اگر وہ لیٹا ہوا ہوگا تو یہ مزید لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچ جائے گا۔ اور یہی اس کے گچھے جھکے ہونے کا مفہوم ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے (کہ ان پر گردش کناں ہونگے چاندی کے ظروف) جن کی چاندی کی سفیدی میں شیشے کی صفائی ہوگی قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ۝ فرمایا وہ اسی اندازے کے مطابق بھرے جائیں گے جو قوم کی رائے ہوگی

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت شعبی قَدَّرُوْهَا میں قاف کو رفع (پیش) کے ساتھ پڑھتے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قاف کو نصب (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3889)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 35 (34007)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 28 (33954)

سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ برتن چاندی کے ہونگے اور انکی صفائی اور چمک شیشے کی صفائی کی طرح ہوگی اور قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا کے تحت فرمایا کہ انہیں بھرنے کے لیے اندازہ لگایا گیا۔(1)

امام عبدالرزاق سعید بن منصور اور بیہقی نے البعث میں حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: اگر تو دنیا کی چاندی میں سے کچھ چاندی لے اور تو اسے کوٹتا رہے یہاں تک کہ تو اسے مکھی کے پیر کی مثل کردے پھر بھی اس کے اندر سے پانی دکھائی نہیں دیتا لیکن جنت کے شیشے چاندی کی مثل سفید ہونگے جس میں شیشے کی طرح صفائی ہوگی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت میں کوئی شے نہیں ہے مگر سوائے چاندی کی قسم کے شیشوں کے ہر شے کے مشابہ تمہیں وہ شے دنیا میں عطا کی گئی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان ہے کہ اگر اہل دنیا اس پر جمع ہو جائیں کہ وہ چاندی کا ایسا برتن بنائیں کہ جو شے اس میں ہو وہ باہر سے دکھائی دے جیسا شیشے کے برتن میں دکھائی دیتی ہے تو وہ اس پر قادر نہ ہونگے۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد ربانی قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے کہ وہ ان کے اندازے اور چاہت کے مطابق بھر کر وہ برتن لائیں گے کہ نہ اہل جنت کسی شے کو فالتو قرار دیکر چھوڑ دیں گے اور نہ ان میں اس کے بعد مزید کسی شے کی خواہش باقی رہے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہاں کے برتن پیالے، گلاس اور بغیر دستے کے کوزے ہوں گے۔ اور ان کا اندازہ یہ ہوگا کہ نہ تو اس طرح بھرے ہوں گے کہ وہ بہنے لگیں اور نہ ہی خاص اندازے سے کم ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا کا مفہوم ہے ان برتنوں کو اہل جنت کو سیراب کرنے کے لیے مشروبات سے اندازے کے ساتھ بھرنا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی صفائی شیشے کی صفائی کی مثل ہوگی حالانکہ وہ چاندی کے بنے ہوں گے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ان کے لیے زنجبیل کی آمیزش کی جائے گی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے وہ ان کے لیے وہ شے زیادہ پسند کرے گا جو وہ دنیا میں پیا کرتے تھے اس لیے ان کی طرف اسی طرح کی شے لائے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 58-255، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376 (3432)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 216 (35462)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376 (3431)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں چار چشمے ہیں۔ دو چشمے عرش کے نیچے سے بہتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا (الدھر:6) اور دوسرا زنجبیل ہے۔ اور دو کے بارے فرمایا۔ عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ (الرحمٰن:66) ان میں سے ایک کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سلسبیل کے نام سے کیا ہے اور دوسرا تسنیم ہے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ چشمہ سلسبیل کا بہاؤ انتہائی تیز ہے۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سلسبیل شراب کا چشمہ ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ سلسبیل بڑی نرمی اور روانی کے ساتھ بہتا ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ﴿۱۸﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں اتنی نرمی اور روانی ہے کہ وہ اسے جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے اور ارشاد ربانی حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ کے تحت فرمایا: کہ تو انہیں (ان کے حسن کے سبب) یوں سمجھے گا گویا یہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ مومن اپنے بستر پر جب کوئی شے دیکھے گا تو وہ اس کی طرف چل پڑے گا اور کہنے لگے یہ موتی ہے جب کہ وہ ایک ہی حالت پر رہنے والے بچے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان کیا ہے۔ اور وہ یہی آیت ہے: اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں میں سب سے پہلے نکلنے والا ہوں جب وہ نکلیں گے اور میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ چلیں گے۔ اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے اور میں ان کے لیے شفاعت طلب کروں گا جب وہ بیٹھے ہوں گے۔ اور میں انہیں بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ مایوس اور ناامید ہو جائیں گے۔ عزت وکرامت اور مفاتیح (چابیاں) میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ لواء الحمد میرے پاس ہوگا، حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں فخر سے یہ نہیں کہہ رہا اور ان میں ہزار خادم گردش کریں گے گویا کہ وہ انڈے ہیں جو چھپا رکھے ہیں یا موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔

امام ابن مبارک، ہناد، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ اہل جنت میں سے رتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ وہ ہے جس کے سامنے ہزار خادم دوڑیں گے، ہر ایک ایسے عمل پر ہوگا جس پر اس کا ساتھی نہیں ہوگا۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اہل جنت کی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 377 (3433)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 259، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 62-259

سواریوں کا ذکر کیا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ملائکہ کا اجازت طلب کرنا ہے کہ تو ان پر بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے مُلْكًا كَبِیْرًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ ان کی اس شان کا ذکر ہے کہ ملائکہ اجازت لے کر ان پر داخل ہوں گے۔(3)

امام ابن وہب نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے رتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ وہ ہے جو ہزاروں ایک ہی حالت پر رہنے والے بچوں میں سے خدام کے جلو میں سوار ہوگا۔ ایسے گھوڑے پر جو یاقوت احمر کا ہوگا اور اس کے پر سونے کے ہوں گے۔ فرمایا: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت ہوئے۔ درآنحالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ننگی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے اور اس کے نشانات آپ کے پہلو میں ظاہر تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے کون سی شے رلا رہی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: مجھے کسریٰ اور اس کی بادشاہی، قیصر اور اس کی بادشاہی اور فرمانروائے حبشہ اور اس کی بادشاہی یاد آ گئی ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ایک ننگی چٹائی پر ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہے کہ ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے شَرَابًا طَهُوْرًا کے بارے فرمایا کہ یہ شراب طہور ان اشربہ میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شَرَابًا طَهُوْرًا ان اشربہ میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔(4)

عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا کے ضمن میں فرمایا: جب اہل جنت طعام اور شراب میں سے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کھا یا پی چکے ہوں گے۔ تو انہیں شراب طہور کی طرف بلایا جائے گا اور وہ اسے پئیں گے تو وہ انہیں پاک کر دے گی اور جو کچھ انہوں نے کھایا اور پیا ہوگا وہ کستوری (مشک) کی ہوا کے ساتھ ان کے جسموں سے نکل جائے گا اور اس کے سبب ان کے پیٹ چھوٹے اور کمزور ہو جائیں گے۔(5)

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3885)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 264
5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 265

کیا ہے کہ ان کے اعضاء سے مشک کی خوشبو کی مثل پسینہ بہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل جنت میں سے ہر آدمی کے لیے اہل دنیا میں سے سو آدمیوں کے برابر شہوت تقسیم کی جائے گی۔ اور اتنے ہی افراد کے برابر کھانا اور حرص بھی ان کے لیے ہوگی۔ جب وہ کھالے گا تو شراب طہور سے خوب سیراب ہو گا۔ تو اس کے جسم سے پسینہ خارج ہوگا جو مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ پھر اس کی شہوت اور خواہش لوٹ آئے گی۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا کے تحت کہا: کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے قلیل سی کاوش و محنت کی قدر افزائی فرمائی۔(2)

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ ۚ وَ اِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَاۤ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

"اور اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے اور نہ کہنا مانیے ان میں سے کسی بدکار یا احسان فراموش کا۔ اور یاد کرتے رہا کرو اپنے رب کے نام کو صبح بھی اور شام بھی۔ اور رات (کی تنہائیوں میں) بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے۔ اور رات کافی وقت اس کی تسبیح کیا کیجئے۔ بے شک یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور پس پشت ڈال رکھا ہے انہوں نے بڑے سخت دن کو۔ ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ، بند مضبوط کیے ہیں۔ اور جب ہم چاہیں تو ان کی شکلوں کو بدل کر رکھ دیں۔ بے شک یہ ایک نصیحت ہے، پس جس کا جی چاہے اختیار کرلے اپنے رب کے قرب کا راستہ۔ اور (اے لوگو!) تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ خود چاہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم ہے، حکیم ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے (دامن) رحمت میں داخل کرلیتا ہے۔ اور ظالموں کے لیے تو اس نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 264، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 (3438)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت دشمن خدا ابو جہل کے بارے نازل ہوئی۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ابو جہل نے کہا: جب حضور نبی کریم ﷺ پر نماز فرض ہوئی تو اس وقت آپ مکہ مکرمہ میں تھے کہ اگر میں نے محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ضرور بضرور آپ کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ابو جہل کہا کرتا تھا کہ اگر میں نے محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں یقیناً ان کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کی بات ماننے سے منع فرما دیا۔ انہوں نے يَوْمًا ثَقِيْلًا کے بارے فرمایا: مراد انتہائی مشکل اور شدید دن ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ کے تحت فرمایا: اور ہم نے ان کی خلقت کو مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا۔(3)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ سے مراد ان کے جوڑ ہیں۔(4)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے: اور ہم نے ان کے جوڑ مضبوط کر دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: اور ہم نے انکی خلقت کو مضبوط کر دیا اور اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فرمایا یہ سورت نصیحت ہے۔(5) واللہ اعلم۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے کی ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے ان پر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے کی ہے، نہ انہوں نے ایسے کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہ انہوں نے اس طرح قبول کیا جس طرح ملائکہ نے کہا اور نہ اس طرح کیا جس طرح انبیاء علیہم السلام نے کہا اور نہ ہی ایسے کہا جیسے اہل جنت نے کہا اور نہ ایسا قول کیا جس طرح اہل جہنم نے کیا اور نہ ہی اسطرح کیا جیسے شیطان نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اور ملائکہ نے کہا لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرہ:32) اور حضرات انبیا علیہم السلام نے حضرت نوح علیہ اسلام کے قصہ میں کہا وَ لَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ (ہود:34) (اور نہیں فائدہ پہنچائے گی تمہیں میری خیر خواہی اگر چہ میرا ارادہ ہو کہ میں تمہاری خیر خواہی کروں اگر اللہ تعالیٰ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 266، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 268 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 (41-3440)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مرضی یہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردے) اور اہل جنت نے کہا: وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الاعراف:43) (اور ہم ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے تھے اگر نہ ہدایت دیتا ہمیں اللہ تعالیٰ) اور اہل جہنم کہیں گے: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا (المومنون:106) (اے ہمارے رب! غالب آ گئی تھی ہم پر ہماری بدبختی) اور شیطان نے کہا رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ (الحجر: 39) (اے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سالم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے کہ ہر وہ شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ اس کے لیے کوئی بعید نہیں جو آنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کی عجلت کے پیش نظر جلدی نہیں کرتا۔ (وہ ہوتا ہے) جو اللہ تعالیٰ چاہے نہ کہ وہ جو لوگ چاہیں۔ لوگ ایک امر (کام) کا ارادہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایک امر کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لوگ ناپسند کریں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قریب کیا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ نے دور فرما دیا اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اذن کے بغیر کوئی شے نہیں ہو سکتی۔